برکاتِ میلاد شریف

مجددِ مسلکِ اہلسنت، عاشقِ رسول حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ○ پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی حَبِیۡبِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡن

ربیع الاول وہ مہینا ہے جس میں آفتاب نبوت ماہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلوع فرما کر اپنی ضیا پاشیوں سے تمام عالم کو منور فرمایا۔

بارہ ربیع الاول دوشنبہ کی مبارک صبح کو دعائے خلیل، نوید مسیحا مجسم بن کر ظاہر ہوئی جس کے عالمِ وجود میں آتے ہی کفر وضلالت کی ظلمتیں کافور ہوگئیں اور کائنات کا کونا کونا بقعۂ نور بن گیا۔ دنیا پر مستقل ترقی کے دروازے کھل گئے۔ کائنات کی خوابیدہ قوتیں بیدار ہوکر مصروفِ عمل ہوگئیں۔ وہ لوگ جو بجائے انسانوں کے خون خوار درندے بن چکے تھے، کمالِ انسانیت کے مرتبے پر فائز ہوکر اخلاق و اعمالِ حسنہ کے پیکر بن گئے۔

بھٹکے ہوؤں پہ کی نظر رشکِ خضر بنا دیا ره زنوں کو دی ندا بن گئے شمع رہ بری
تیرے کرم نے ڈال دی طرحِ خلوص وبندگی تیرے غضب نے بند کی رسم ورہِ ستم گری
تیری پیمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے
دشت نوردوں کو دیا تو نے شِکوہِ قیصری

فرزندانِ اسلام اس دن کو یاد کر کے مسرت وشادمانی کا اظہار کرتے ہیں۔ سرور دو عالم نور مجسم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین احمد مجتبٰے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ہدیۂ عقیدت اور تحفۂ صلوٰۃ وسلام پیش کر کے سعادتِ دارین حاصل کرتے ہیں۔ شمع رسالت کے پروانے سردار دو جہاں، باعثِ کون ومکاں، محسنِ کائنات کی صورت وسیرت، فضائل وکمالات، خصائص ومحامد کے بیان اور حمد ونعت کے پُر کیف نغموں سے اپنے قلوب کو منور کرتے ہیں اور محسنِ کائنات کے احسانات اور خالقِ کائنات کے انعامات کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

لیکن بعض بدنصیب ایسے بھی ہیں جو اس سعادت عظمٰے سے محروم ہیں اور دوسروں کو محروم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ چناں چہ ہر سال وہ اس مبارک ماہ میں پمفلٹ چھپوا کر ہزار ہا کی تعداد میں مفت تقسیم کرتے ہیں اور اس بات پر بڑا زور دیتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم ولادت منانا اور

کھڑے ہو کر سلام پڑھنا شرک و بدعت ہے اور میلاد کرنے اور سلام پڑھنے والے مشرک و بدعتی اور جہنمی ہیں، نہ ان کی نماز قبول ہے، نہ زکوٰۃ، نہ روزہ، نہ حج، اور نہ دیگر اعمال حسنہ۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ۔

لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ چند سطور ہدیۂ قارئین کروں۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم

خادم اہل سنت

محمد شفیع اوکاڑوی غفرلہ ۱۹۵۷ء

قارئین محترم!

عقل و خرد سے بے گانہ کچھ لوگ میلاد مصطفیٰ کو شرک کہہ کر اپنی تضحیک کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ ہم اہل سنت و جماعت، حبیب پروردگار، احمد مختار سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف منا کر اپنے اس عقیدے کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق مانتے ہیں کیوں کہ خالق حقیقی اللہ تعالیٰ کے لیے میلاد کا کوئی تصور ہی ممکن نہیں۔ میلاد مخلوق ہی کا منایا جاتا ہے۔ میلاد شریف منانا دراصل شرک کی نفی کرنا ہے۔ جو کام شرک کی جڑ کو ختم کرے اسے شرک کہنا محض نادانی اور حماقت ہے۔

طرفہ تماشا یہ ہے کہ جو لوگ میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانے کو شرک کہتے ہیں اب وہ جشن میلاد شریف کے موقع پر جشن سیرت النبی مناتے ہیں، حالاں کہ سیرت اپنائی جاتی ہے، منائی نہیں جاتی۔ یہی لوگ اب میلاد شریف کے اجتماعات وغیرہ میں بھی شریک ہوتے ہیں یعنی اپنے ہی فتوے کے مطابق شرک کرنے لگے ہیں۔ یہ کتنا صریح ظلم ہے کہ حلال جائز اور نیک کام کو شرک اور حرام قرار دیا جائے۔ سچ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اہل ایمان سے گزارش ہے کہ وہ ان ظالم دشمنان دین کے غلط اور گمراہ کن پروپے گنڈے کا شکار نہ ہوں بلکہ اور زیادہ اہتمام سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جشن منائیں اور دارین میں اللہ تعالیٰ کی بے پناہ رحمتیں، برکتیں حاصل کریں۔ میلاد شریف کے موضوع پر مزید تفصیل کے لیے میری کتاب ''اسلام کی پہلی عید'' ملاحظہ فرمائیں۔

کوکبِ نورانی رااحمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شفیع
(اوکاڑوی غفرلہ)

دن کیوں منایا جاتا ہے؟

دنیا کے تمام مذاہب میں مختلف تقریبات منانے کا طریقہ عہد قدیم سے چلا آتا ہے، ہر قوم وملت کے افراد اپنی تقاریب کو نہایت خوشی اور مسرت سے مناتے ہیں، تقاریب کو اجتماعی اور قومی حیثیت سے خاص اہمیت حاصل ہے۔ خصوصاً دین اسلام میں جو تقاریب ہیں وہ ہر حیثیت سے بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ مگر یہ تقاریب محض رسوم و رواج یا لہو ولعب کے لیے نہیں مقرر کی گئی ہیں، بلکہ ان میں ماضی کے زبردست حوادث اور اکابر کے عظیم الشان کارنامے پنہاں ہیں، ان تقاریب کو قائم رکھنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ جن پاکیزہ ہستیوں نے اس دنیا میں تشریف لا کر ظلم وستم کو مٹایا، عدل وانصاف قائم کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے مثال قربانیاں دے کر اپنے اعمال وکردار کا بہترین نمونہ پیش کیا، جو حق وصداقت کے پرچم کو بلند کر کے میدان عمل میں آئے اور آکر ارباب باطل کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نیست ونابود کر دیا، ان کی یاد کو ہمیشہ باقی رکھا جائے، تاکہ ان کی یاد کے ساتھ ساتھ ان کے اعمال حسنہ اور ان کے عظیم الشان کارناموں کی یاد بھی تازہ ہوتی رہے، اور مسلمانوں کے عمل میں تیزی، جذبات میں فرحت، معلومات میں وسعت، خیالات میں رفعت پیدا ہو، اور مسلمان پھر اپنی کھوئی ہوئی عظمت کے حاصل کرنے کے لیے تیار و مستعد ہو جائیں، اور اپنے اخلاق وکردار کو اپنے اسلاف کے سانچے میں ڈھال سکیں۔

کیا دن منانا جائز ہے؟

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ (ابراہیم:5) اور یاد دلاؤ ان کو اللہ کے دن۔

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ سب راتوں اور دنوں کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمایا ہے اور سب دن اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں، مگر دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سے دن ہیں جن کو خاص طور پر یاد دلانے کا حکم دیا گیا ہے، تو رئیس المفسرین حضرت ابن عباس، حضرت ابی ابن کعب، حضرت مجاہد وحضرت قتادہ (رضی اللہ عنہم) و دیگر مفسرین فرماتے ہیں کہ اَيَّامِ اللهِ سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے۔ (ابن جریر، خازن، مدارک، مفردات راغب)

ایمان والے جانتے ہیں کہ سردار دو جہاں، باعث کون ومکاں، رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء، اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہیں، باقی تمام نعمتیں انہیں کا صدقہ ہیں، اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا، توجس دن یہ نعمت عظمیٰ عطا ہوئی اس دن کو یاد دلانا اور لوگوں کو بتانا، کہ یہ وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے نبی کریم رؤف رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کو بھیج کر مومنوں پر بڑا احسان وانعام فرمایا، اس حکم الٰہی کی تعمیل ہے، اور اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی تعمیل کرنا بدعت نہیں بلکہ باعثِ رحمت وبرکت ہوتا ہے اور اسی پر ان ایام کو قیاس کیا جائے گا جن میں بڑے بڑے واقعات پیش آئے اور بزرگانِ دین پر انعاماتِ الٰہیہ ہوئے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَ بِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا (یونس:58) (اے محبوب!) آپ فرما دیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت (کے ملنے) پر چاہیے کہ (لوگ) خوشی کریں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت پر خوشی کا اظہار کرنا حکمِ الٰہی ہے۔ اور بے شک نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجنا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضلِ عظیم ہے لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے سلسلہ میں ہر جائز خوشی کا اظہار کرنا، اس آیت پر عمل ہے۔ ثابت ہوا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم ولادت منانا بدعت نہیں بلکہ جائز ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ آپ کی ولادت کی خوشی صرف مومنوں مسلمانوں ہی کو ہوسکتی ہے، دشمنوں اور مخالفوں کو خوشی نہیں ہوسکتی بلکہ سخت صدمہ ہوگا، جیسا کہ خاص میلاد کے دن شیطان کو ہوا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو ان سے فرمایا کہ تم عاشورہ کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ دن نہایت مقدس ومبارک ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن فرعون سے نجات بخشی لہٰذا ہم تعظیماً اس دن کا روزہ رکھتے ہیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَنَحْنُ اَحَقُّ بِمُوْسٰی مِنْکُمْ فَصَامَہٗ وَ اَمَرَ بِصِیَامِہٖ (بخاری:2004، مسلم:2658، ابوداؤد: کہ ہم موسیٰ کی فتح کا دن منانے میں تم سے زیادہ حق دار ہیں پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی روزہ

رکھا اور صحابہ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ 2444، مشکوٰۃ: 2067)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات عطا فرمائی، وہ دن بنی اسرائیل کے نزدیک مبارک اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بھی اس کا مبارک ہونا مسلّم، بنی اسرائیل اس دن کی تعظیم کریں اور اس کو منائیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو بدعت نہ کہیں بلکہ فرمائیں کہ ہم تم سے زیادہ حق دار ہیں کہ اس کی تعظیم کریں اور اس کو منائیں، چناں چہ خود بھی منایا اور صحابہ کو بھی منانے کا حکم دیا۔ اب مسلمان اگر یوم بدر اور فتح مکہ کا دن منائیں تو وہ کس طرح بدعت ہوسکتا ہے؟ جس دن بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات ملی وہ دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام نے منایا، تو جس دن وہ کائنات کا نجات دہندہ تشریف لایا جس کے تشریف لانے سے کائنات کو کفر و شرک، ظلم و ستم، جہالت و گمراہی سے نجات حاصل ہوئی، وہ دن منانا کیوں کر بدعت ہوسکتا ہے؟

علامہ اسمٰعیل حقی صاحبِ تفسیر روح البیان آیہ کریمہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (فتح: 29) کے تحت فرماتے ہیں:

وَمِنْ تَعْظِيْمِهٖ عَمَلُ الْمَوْلِدِ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ مُنْكَرٌ قَالَ الْاِمَامُ السَّيُوْطِيُّ قُدِّسَ سِرُّهٗ يُسْتَحَبُّ لَنَا اِظْهَارُ الشُّكْرِ لِمَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ (روح البیان، ج9، ص68، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

کہ میلاد شریف کرنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک تعظیم ہے جب وہ منکرات سے خالی ہو، امام سیوطی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہمارے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

وَقَدْ اِسْتَخْرَجَ لَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حُجَرَ اَصْلًا مِّنَ السُّنَّةِ وَ كَذَا لْحَافِظُ السَّيُوْطِيُّ وَرَدًّا عَلٰى اِنْكَارِهَا فِيْ قَوْلِهٖ اِنَّ عَمَلَ الْمَوْلِدِ بِدْعَةٌ مَّذْمُوْمَةٌ۔ (روح البیان، ج9، ص68)

کہ حافظ ابن حجر اور حافظ سیوطی نے میلاد کی اصل، سنت سے ثابت کی ہے اور ان لوگوں کا رد کیا ہے جو کہ میلاد شریف کو بدعت سیئہ کہہ کر منع کرتے ہیں۔

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف میں میلاد شریف کے بارے میں فرماتے ہیں:

نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد و منقبت خواندان چه مضائقه است۔ (مکتوبات شریف، دفتر سوم، مکتوب نمبر 72)

کہ اچھی آواز کے ساتھ قرآن، قصیدے، نعت شریف اور فضائل بیان کرنے میں کیا مضائقہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظّمہ میں میلاد کے روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولد مبارک میں تھا، اس وقت لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود شریف پڑھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا ذکر کرتے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے، میں نے اس مجلس میں انوار و برکات دیکھے۔

فَتَاَمَّلْتُ تِلْكَ الْاَنْوَارَ فَوَجَدْتُّهَا مِنْ قِبَلِ الْمَلَائِكَةِ الْمُؤَكَّلِيْنَ بِاَمْثَالِ هٰذِهِ الْمُشَاهِدِ وَ بِاَمْثَالِ هٰذِهِ الْمَجَالِسِ وَرَأَيْتُ بِخَالِطِهٖ اَنْوَارِ الْمَلٰئِكَةِ اَنْوَارِ الرَّحْمَةِ۔

پس میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان ملائکہ کے ہیں جو ایسی مجالس اور مشاہد پر موکل و مقرر ہوتے ہیں، اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت آپس میں ملے ہوئے ہیں۔

(فیوض الحرمین، ص 27، مطبوعہ مطبع احمدی، دہلی)

اور یہی شاہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ

اَخْبَرَنِىْ سَيِّدِى الْوَالِدُ قَالَ كُنْتُ اَصْنَعُ فِىْ اَيَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صِلَةً بِالنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَلَمْ يَفْتَحْ لِىْ سَنَةً مِّنَ السِّنِيْنَ شَىْءٌ اَصْنَعُ بِهٖ طَعَامًا فَلَمْ اَجِدُ اِلَّا حِمِّصًا مُقْلِيًا فَقَسَمْتُهٗ بَيْنَ النَّاسِ فَرَأَيْتُهٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بَيْنَ يَدَيْهِ هٰذِهِ الْحِمِّصِ مُبْتَهِجًا بَشَّاشًا۔

میرے والد ماجد نے مجھ کو بتایا کہ میں میلاد کے دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں کھانا پکواتا تھا، ایک سال سوائے بھنے ہوئے چنوں کے کچھ میسر نہ آیا تو وہی لوگوں میں تقسیم کر دیے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ بھنے ہوئے چنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو رکھے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت مسرور و خوش ہیں۔

(الدار الثمین فی مبشرات النبی الامین، ص 8، مطبوعہ مطبوعہ احمدی، دہلی 1899ء)

رئیس المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ فقیر کے مکان پر سال میں دو مجلسیں، ایک ذکر وفات، دوسری ذکر شہادت حسنین (رضی اللہ عنہما) ہوتی

ہیں۔سیکڑوں آدمی جمع ہوتے ہیں، درودشریف وقرآن شریف پڑھا جاتا ہے۔وعظ ہوتا ہے پھر سلام پڑھا جاتا ہے بعدازاں کھانے پر ختم شریف پڑھ کر حاضرین کو کھلایا جاتا ہے۔اگر یہ سب باتیں فقیر کے نزدیک ناجائز ہوتیں تو فقیر کبھی نہ کرتا۔(فتاویٰ عزیزیہ جلداول)

حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں''۔(فیصلہ ہفت مسئلہ،ص5،مطبوعہ راشد کمپنی، دیوبند)

مفتی رشیداحمد گنگوہی کے استاد شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی فرماتے ہیں:

''و حق آنست که نفس ذکر ولات آن حضرت ﷺ و سرور فاتحه نمودن یعنی ایصال ثواب بروح پُر فتوح سید الثقلین از کمال سعادت انسان است''

اور حق یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت کے ذکر کرنے میں اور فاتحہ پڑھ کر آپ کی روح پُرفتوح کو ثواب پہنچانے میں اور میلادشریف کی خوشی کرنے میں ہی انسان کی کامل سعادت ہے۔

(شفاء السائل)

میلادشریف کرنے کا فائدہ

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی پیدائش کے وقت ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے آکر ابولہب کو خبر دی کہ تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند (محمد ﷺ) پیدا ہوئے ہیں۔ابولہب سن کر اتنا خوش ہوا کہ انگلی کا اشارہ کر کے کہنے لگا''ثویبہ! جا آج سے تو آزاد ہے''۔سب مسلمان جانتے ہیں کہ ابولہب سخت کافر تھا،قرآن پاک میں پوری سورۂ تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ اس کی مذمت میں موجود ہے،مگر حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی کرنے کا جو فائدہ اس کو ہوا، وہ سنیے!

فَلَمَّا مَاتَ اَبُوۡلَهَبٍ أُرِيَهٗ بَعۡضُ اَهۡلِهٖ بِشَرِّ حِيۡبَةٍ قَالَ لَهٗ مَاذَا لَقِيۡتَ؟ قَالَ اَبُوۡلَهَبٍ لَمۡ اَلۡقَ بَعۡدَكُمۡ خَيۡرًا غَيۡرَ اَنِّيۡ سُقِيۡتُ فِيۡ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِيۡ ثُوَيۡبَةَ۔

(بخاری شریف، کتاب النکاح، حدیث نمبر5101)

کہ جب ابولہب مرا تو اس کے گھر والوں (حضرت عباس) نے اس کو خواب میں بہت برے حال میں دیکھا، پوچھا کیا گزری؟ ابولہب نے کہا تم سے علیحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہیں ہوئی، ہاں مجھے اس (کلمہ کی) انگلی سے پانی ملتا ہے

(جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے) کیوں کہ میں نے اس انگلی کے اشارے سے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

علامہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ذَکَرَ السُّھَیْلِیُّ اَنَّ الْعَبَّاسَ قَالَ لَمَّا مَاتَ اَبُوْلَھَبٍ رَاَیْتُہٗ فِیْ مَنَامِیْ بَعْدَ حَوْلٍ فِیْ شَرِّ حَالٍ فَقَالَ مَا لَقِیْتُ بَعْدَ کُمْ رَاحَۃً اِلَّا اَنَّ الْعَذَابَ وَ یُخَفَّفُ عَنِّیْ فِیْ کُلِّ یَوْمِ اثْنَیْنِ وَ ذَالِکَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وُلِدَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَکَانَتْ ثُوَیْبَۃُ بَشَّرَتْ اَبَا لَھَبٍ بِمَوْلِدِہٖ فَاَعْتَقَھَا۔

(فتح الباری، ص118)

امام سہیلی نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت برے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم سے جدا ہونے کے بعد مجھے کوئی راحت نہیں ملی، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ حضرت عباس فرماتے ہیں یہ اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ہوئی اور ثویبہ نے ابولہب کو آپ کی ولادت کی خوش خبری سنائی تو ابولہب نے اس کو اس خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔

اسی حدیث کو علامہ امام بدر الدین عینی حنفی نے بھی عمدۃ القاری شرح بخاری جلد 2 ص 95 پر نقل فرمایا ہے۔

غور فرمائیے! ابولہب کافر تھا، ہم مومن۔ وہ دشمن، ہم غلام۔ اس نے بھتیجے کے پیدا ہونے کی خوشی کی تھی، نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کی۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرتے ہیں۔ جب دشمن اور کافر کو خوشی کرنے کا اتنا فائدہ پہنچ رہا ہے تو غلاموں کو کتنے فائدہ پہنچے گا۔

دوستان را کجا کنی محروم تو کہ با دشمنان نظر داری

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

”دریں جا سند ست مراھل موالید را اس واقعے میں میلاد شریف کرنے والوں کی روشن

که در شب میلاد آں حضرت ﷺ سرور کنند و بذل اموال نمایند یعنی ابو لهب که کافر بود و قرآن بمذمت وے نازل شده چوں بسرور میلاد آں حضرت و بذل شیر جاریۂ وے بجهت آں حضرت جزا داده شدتا حال مسلمان که مملوست به محبت و سرور بذل دروے چه باشد و لیکن باید که از بدعت ها که عوام احداث کرده انداز تغنی و آلات محرمه و منکرات خالی باشد"۔ (مدارج النبوت، ج2،ص19)

دلیل ہے جو سرور عالم ﷺ کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں، یعنی ابولہب کافر تھا اور قرآن میں اس کی مذمت نازل ہوئی جب حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا، تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں محبت سے بھرپور ہو کر مال خرچ کرتا ہے اور میلاد شریف کرتا ہے لیکن چاہیے کہ محفل میلاد شریف، عوام کی بدعتوں گانے اور حرام باجوں وغیرہ سے خالی ہو۔

حافظ الحدیث علامہ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد الجزری دمشقی رحمۃ اللہ علیہ، ابولہب کے اسی واقعہ کو لکھ کر فرماتے ہیں:

فَمَا حَالُ الْمُسْلِمِ الْمُوَحِّدِ مِنْ اُمَّتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِيْ يَسُرُّ بِمَوْلِدِهٖ وَ يَبْذُلُ مَاتَّصَلَ اِلَيْهِ قُدْرَتَهٗ فِيْ مَحَبَّتِهٖ ﷺ لَعَمْرِيْ اِنَّمَا يَكُوْنُ جَزَاءُهٗ مِنَ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ اَنْ يُّدْخِلَهٗ بِفَضْلِهِ الْعَمِيْمِ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ۔

(زرقانی علی المواہب، ج1،ص139)

کہ جب کافر ابولہب ولادت کی خوشی کرنے سے انعام دیا گیا، تو امت مصطفیٰ کے اس موحد مسلمان کا کیا حال ہے جو آپ کی ولادت سے مسرور ہو کر آپ کی محبت میں بقدر استطاعت خرچ کرتا ہے (فرماتے ہیں) میری جان کی قسم اللہ کریم کی طرف سے اس کی یہی جزا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے اس کو جنات نعیم میں داخل فرمائے گا۔

علامہ امام احمد بن محمد القسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف کے متعلق فرماتے ہیں:

وَلَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْتَفِلُوْنَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَ يَعْمَلُوْنَ الْوَلَائِمَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ فِيْ لَيَالِيْهِ بِاَنْوَاعِ

حضور ﷺ کی ولادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے میلاد کی محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے اور دعوتیں

الصَّدَقَاتِ وَ يُظْهِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَ يَزِيْدُوْنَ فِي الْمَبَرَّاتِ وَ يَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيْمِ وَ يُظْهِرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهٖ كُلُّ فَضْلٍ عَمِيْمٍ وَ مِمَّا جُرِّبَ مِنْ خَوَاصِهٖ اَنَّهٗ اَمَانٌ فِيْ ذَالِكَ الْعَامِ وَ بُشْرٰى عَاجِلَةٌ بِنَيْلِ الْبُغْيَةِ وَالْمَرَامِ فَرَحِمَ اللّٰهُ اِمْرَأً اِتَّخَذَ لَيَالِيَ شَهْرِ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكِ اَعْيَادًا لِيَكُوْنَ اَشَدَّ عِلَّةً عَلٰى مَنْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ۔

(زرقانی علی المواہب، ج1، ص139، مطبوعہ مطبعۃ الازہر مصر 1325ھ)

کرتے اور ان راتوں میں قسم قسم کے صدقے و خیرات کرتے اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے اور نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور آپ کے میلاد شریف کے پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں، چناں چہ ان پر اللہ کے فضل عمیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ اور میلاد شریف کے خواص میں سے آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لیے حفظ و امان کا سال ہو جاتا ہے اور میلاد شریف کرنے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرمائیں جس نے ماہ ولادت کی مبارک راتوں کو خوشی و مسرت کی عیدیں بنا لیا تاکہ یہ میلاد مبارک کی عیدیں سخت ترین علت و مصیبت ہو جائیں اس پر جس کے دل میں مرض و عناد ہے۔

امام قسطلانی کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ ماہ ربیع الاول میں میلاد کی محفلوں کا منعقد کرنا، ذکر میلاد کرنا، کھانے پکا کر دعوتیں کرنا، قسم قسم کے صدقے و خیرات کرنا، خوشی و مسرت کا اظہار کرنا، نیک کاموں کی زیادتی کرنا، ہمیشہ سے اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے اور ان امور کی بدولت ان پر اللہ تعالیٰ کے فضل عمیم اور اس کی برکتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ محفل میلاد کی برکتوں سے سارا سال امن و امان سے گزرتا ہے اور دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اور ماہ میلاد کی راتوں کو عید منانے والوں پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ اور ربیع الاول شریف کی یہ خوشیاں اور عیدیں ان لوگوں کے لیے سخت مصیبت ہیں جن کے دلوں میں عناد و نفاق اور عداوتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں امام قسطلانی پر، بلاشبہ حق اور سچ فرمایا۔

عقلی طور پر بھی محفل میلاد شریف بہت مفید ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل سن کر ایمان قوی ہوتا ہے اور محبت بڑھتی ہے۔ نیز تعلیم یافتہ لوگ تو کتابیں پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات اور مسائل دینیہ معلوم کر سکتے ہیں مگر اَن پڑھ حضرات کتابیں تو پڑھ نہیں سکتے، ان کو اس طرح موقع مل جاتا ہے کہ میلاد شریف سن کر ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسب ونسب، پیدائش و پرورش، بچپن و جوانی، بعثت ونبوت، فضائل وکمالات، اولاد وازواج، سیرت وتعلیمات اور بہت سے دینی مسائل سے واقفیت ہوجاتی ہے اور آج کل اس کی سخت ضرورت ہے، جب کہ گم راہ فرقوں کے لوگ، اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے ساتھ ساتھ اہل سنت کے عقائد اور اعمال پر سیکڑوں حملے اور اعتراض کرتے ہیں۔ اگر اہل سنت اپنے مذہب سے واقف نہیں ہوں گے تو ان کو جواب کیا دیں گے؟ عقلی ونقلی دلائل سے معلوم ہوا کہ میلاد شریف بہت ہی مفید اور باعث رحمت وبرکت ہے۔

لاکھ مر جائیں سر پٹک کے حسود ہم نہ چھوڑیں گے محفل مولود
اپنے آقا کا ذکر کیوں چھوڑیں جن کی امت ہیں ان سے مونھ کیوں موڑیں

یومِ ولادت یومِ عید ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے کہا:

اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا

اے اللہ! ہمارے پروردگار ہم پر نازل فرما آسمان سے ایک خوان تاکہ وہ (خوان اترنے کا دن) ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے عید ہو۔ (المائدہ:114)

دیکھیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوان اترنے کے دن کو اگلے اور پچھلوں کے لیے عید کا دن قرار دیا، اسی واسطے عیسائی آج تک اتوار کے دن چھٹی کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں کیوں کہ اس دن خوان اترا تھا۔ (ف)

غور فرمایئے! جس دن خوان اترے وہ دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اگلے پچھلوں کے

ف: نزول مائدہ کے دن کو عید بنانے کی خواہش حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی اور اللہ کا نبی غیر پسندیدہ امر کی خواہش نہیں کرتا۔ دعائے مسیح نے نزول نعمت ورحمت کے دن کا عید ہونا ثابت کیا ہے اس قرآنی ثبوت کے بعد یوم میلاد رسول کے عید ہونے میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ (کوکب نورانی اوکاڑی غفرلہ)

لیے عید ہوا۔ جس دن اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ورحمت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں وہ دن مسلمانوں کے لیے یقیناً عید ہے۔

حضرت طارق بن شہاب فرماتے ہیں کہ ایک یہودی، امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ، اے امیر المومنین آپ کی کتاب قرآن میں ایک آیت ہے، اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید مناتے۔ فرمایا کون سی آیت؟ اس نے کہا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (المائدہ:3) فرمایا میں اس دن اور اس مقام کو جس میں یہ نازل ہوئی تھی، جانتا ہوں، وہ مقام عرفات اور وہ دن جمعہ تھا۔ اس سے مراد آپ کی یہ تھی کہ ہمارے لیے وہ دن بھی عید ہے۔ (بخاری:45,4606، مسلم:7527)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہا، آپ نے فرمایا جس روز یہ نازل ہوئی تھی اس دن ہماری دو عیدیں تھیں، جمعہ وعرفہ۔ (ترمذی:3044، خازن)

ان دونوں حدیثوں میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی کا مقصد یہ تھا کہ یہ آیت ایسی عظیم الشان ہے کہ اگر ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو یوم عید قرار دیتے۔ اور اس کے جواب میں دونوں جلیل القدر صحابی یہ نہیں فرماتے کہ ہم مسلمان جس دن کوئی خوشی کا واقعہ ہو، یا جس دن اللہ کی طرف سے کوئی نعمت اترے، اس دن کو عید کہنا یا منانا بدعت جانتے ہیں، بلکہ فرماتے ہیں ہمارے یہاں اس دن دو عیدیں تھیں۔

معلوم ہوا کہ کسی نعمت عظمیٰ کے حصول کے دن کو عید کا دن کہنا یا منانا کتاب وسنت سے ثابت ہے، لہٰذا حضور سید عالم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا دن بلاشبہ یوم عید ہے۔

قرآن کریم، احادیث مبارکہ، ائمہ عظام اور علمائے کرام کے ارشادات سے میلا دشریف کا جائز اور بہت ہی رحمتوں اور برکتوں کا باعث ہونا ثابت ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

صلوٰۃ وسلام

محفل میلا د میں ذکر ولادت کے وقت کھڑے ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں ہدیۂ صلوٰۃ وسلام پیش کرنا باعث رحمت و برکت اور اجر وثواب ہے، اس کو شرک و بدعت کہنا صریح گمراہی و جہالت ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾ (احزاب:56)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، اے ایمان والو! نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور سلام بھیجو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو دو کام کرنے کا حکم دیا ہے، ایک تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا، دوسرا سلام بھیجنا۔ اس حکم الٰہی کو سن کر قلب میں خوشی وتنگی اور اس کی تعمیل میں رغبت ونفرت سے ایمان کے کھرا ہونے اور اس کے قوی وضعیف ہونے کا پتا چلتا ہے۔ جن کے دل نور ایمان سے منور ہیں وہ صلوٰۃ وسلام کے پڑھنے میں ایک روحانی لذت اور سرور محسوس کرتے ہیں، اور جن کے قلوب نور ایمان سے محروم ہیں وہ صلوٰۃ وسلام سے بھاگتے ہیں اور اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

کوئی ایمان والا ایسا نہیں ہوسکتا، جو ایسے عظیم الشان عمل کا انکار کرے یا اس کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرے، جو اس قدر محبوب ومطلوبِ الٰہی ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ساتھ اس عمل کی مداومت رکھے اور اپنے پسندیدہ مومنین بندوں کو اس کی دعوت دے۔ اور لطف یہ کہ صَلُّوْا کے بعد تَصْلِیَۃً نہیں فرمایا۔ اور سَلِّمُوْا کے بعد تَسْلِیْمًا مفعول مطلق بیان فرما کر سلام پڑھنے میں تاکید پیدا فرمادی کہ سلام ضرور پڑھنا، کیوں کہ مفعول مطلق کی اصل غرض تاکید ہے۔ چوں کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، وہ جانتا تھا کہ سلام پڑھنے کے منکرین اور پڑھنے والوں کو روکنے والے پیدا ہوں گے، اس لیے اس نے ایمان والوں کو تاکیداً حکم دیا کہ ایمان والو! منکر چاہے کچھ کہیں لیکن تم سلام ضرور پڑھنا اور بار بار پڑھنا۔ بحمد اللہ تعالیٰ مومنین اس حکم الٰہی کی تعمیل دل وجان سے کرکے بے شمار رحمتیں وبرکتیں حاصل کرتے ہیں کیوں کہ صلوٰۃ وسلام کا فرمان، ایمان والوں سے ہے اور یہ ایمان والوں کا ہی حصہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَسَلٰمٌ لَّکَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ﴿۹۱﴾ (واقعہ:91)

اے محبوب تجھ پر سلام ہے اصحاب یمین کی طرف سے۔

معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ہدیۂ سلام پیش کرنا مومنین صالحین اصحاب یمین کا حصہ ہے، اصحاب شمال کا نہیں۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اس حالت میں تشریف لائے کہ چہرۂ اقدس سے خوشی و مسرت کے آثار خاص طور پر نمایاں تھے، فرمایا میں اس وجہ سے مسرور ہوں کہ میرے پاس جبرئیل امین آئے اور

فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ اَمَا يُرْضِيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا يُصَلِّيَ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا قُلْتُ بَلٰى

(نسائی: 1296، دارمی 2776، احمد: 16477، مشکوٰۃ: 928، کنز العمال: 2169)

انھوں نے کہا کہ آپ کا رب فرماتا ہے اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کی امت کا کوئی شخص آپ پر درود بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجوں اور آپ کی امت کا کوئی شخص آپ پر سلام بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔ (فرمایا) میں نے کہا کیوں نہیں (میں اس پر راضی ہوں)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود اور ایک مرتبہ سلام بھیجتا ہے، اس پر دس مرتبہ اللہ کی رحمت ہوتی ہے اور دس مرتبہ اس پر اللہ تعالیٰ سلام بھیجتا ہے۔

اور کنز العمال میں انھی سے روایت ہے، اس میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو شخص آپ پر درود پڑھے گا میں اور میرے فرشتے اس پر دس بار درود پڑھیں گے اور جو شخص آپ پر سلام بھیجے گا میں اور میرے فرشتے اس پر دس بار سلام بھیجیں گے۔ (کنز العمال: 2207)

معلوم ہوا درود و سلام پڑھنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور اللہ کے بے شمار فرشتے ان کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور ان پر سلام بھیجتے ہیں۔

حضرت ابن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ مَنْ سَلَّمَ عَلَيَّ عَشْرًا فَكَاَنَّمَا اَعْتَقَ رَقَبَةً۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر دس مرتبہ سلام بھیجا یہ ایسا ہے کہ جیسے اس نے بردہ آزاد کیا۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج 2، ص 61)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اَلصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَمْحَقُ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا گناہوں کو اس طرح

لِلذُّنُوْبِ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ لِلنَّارِ وَالسَّلَامُ عَلَیْهِ اَفْضَلُ مِنْ عِتْقِ الرِّقَابِ۔

(شفا شریف، ج2،ص61)

مٹا دیتا ہے جس طرح ٹھنڈا پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آپ پر سلام پڑھنا بردہ آزاد کرنے سے افضل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰئِكَةً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِی السَّلَامَ

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بہت سے فرشتے زمین پر سیاحت کرتے ہیں اور میری امت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں۔

(نسائی:1283،دارمی:2777،مشکوٰۃ:924)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ملائکہ سیاحین سلام پڑھنے والوں کی تلاش کرتے ہیں اور پھر ان کا سلام بارگاہ بےکس پناہ میں پیش کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ فِیْ شَرْقٍ وَلَا غَرْبٍ اِلَّا اَنَا وَ مَلٰئِكَةُ رَبِّیْ یَرُدُّ عَلَیْهِ السَّلَامَ

(جلاء الافہام ابن قیم ص25)

حضور ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان مشرق و مغرب میں ایسا نہیں ہے جو مجھ پر سلام بھیجے مگر میں اور میرے رب کے فرشتے اس کو سلام کا جواب دیتے ہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر وہ مسلمان جو آپ کی بارگاہ اقدس میں سلام پیش کرتا ہے، حضور اکرم ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کو جوابِ سلام سے مشرف فرماتے ہیں۔

قرآن کریم کی ایک آیت اور چھے احادیث مبارکہ سے صلوٰۃ وسلام کا محبوب ومطلوب ہونا اور اس کے پڑھنے سے بے شمار اجر وثواب کا ملنا ثابت ہوا۔

کس قدر ظلم ہے کہ ایسے مبارک فعل کو شرک و بدعت کہا جائے اور مسلمانوں کو خیر کثیر کے حصول سے روکا جائے۔ رہا تعظیماً دست بستہ کھڑے ہو کر سلام پڑھنا، تو یہ سرکار دوعالم ﷺ کی تعظیم ہے اور آپ کی تعظیم بحکم رب العالمین ہم پر واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (فتح:9) اور ان کی تعظیم وتوقیر کرو!

چناں چہ علامہ سید احمد زینی دحلان مکی اپنی کتاب ''دُرَرِسنیہ'' میں فرماتے ہیں:

وَمِنْ تَعْظِیْمِہٖ ﷺ اَلْفَرْحُ بِلَیْلَۃِ وِلَادَتِہٖ وَ قِرَاءَۃُ الْمَوْلِدِ وَالْقِیَامُ عِنْدَ ذِکْرِ وِلَادَتِہٖ ﷺ۔

شب ولادت میں اظہار فرحت کرنا اور میلاد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا حضور ﷺ کی تعظیم ہے۔

(ص 18، مطبوعہ دار الشفقہ، ترکی)

علامہ عثمان بن حسن محدث دمیاطی اپنے رسالے ''اثبات قیام'' میں فرماتے ہیں:

اَلْقِیَامُ عِنْدَ ذِکْرِ وِلَادَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ﷺ اَمْرٌ لَا شَکَّ فِیْ اِسْتِحْبَابِہٖ اِسْتِحْسَانِہٖ وَ نُدُبِہٖ یَحْصِلُ لِفَاعِلِہٖ مِنَ الثَّوَابِ الْاَوْفَرِ وَالْخَیْرِ الْاَکْبَرِ لِاَنَّہٗ تَعْظِیْمٌ لِلنَّبِیِّ الْکَرِیْمِ ذِی الْخُلُقِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ اَخْرَجَنَا اللّٰہُ بِہٖ مِنْ ظُلُمَاتِ الْکُفْرِ اِلَی الْاِیْمَانِ وَ خَلَّصَنَا بِہِ اللّٰہُ مِنْ نَارِ الْجَھْلِ اِلٰی جَنَّاتِ الْمَعَارِفِ وَالْاِیْقَانِ۔

حضور سید المرسلین ﷺ کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا، ایک ایسا امر ہے جس کے مستحب و مستحسن مندوب ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور قیام کرنے والے کو ثواب کثیر اور فضل کبیر حاصل ہوگا کیوں کہ یہ قیام تعظیم ہے، کس کی تعظیم، اسی نبی کریم صاحب خلق عظیم علیہ التحیۃ والتسلیم کی جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیں ظلمات کفر سے ایمان کی طرف لایا اور ان کے سبب سے ہمیں دوزخ جہل سے بچا کر بہشت معرفت و یقین میں داخل فرمایا۔

اس کے بعد بہت سے دلائل نقل کر کے فرمایا:

قَدِ اجْتَمَعَتِ الْاُمَّۃُ الْمُحَمَّدِیَّۃُ مِنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ عَلَی اسْتِحْسَانِ الْقِیَامِ الْمَذْکُوْرِ وَ قَدْ قَالَ ﷺ لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ

بلاشبہ امت محمدیہ کے اہل سنت و جماعت کا اجماع و اتفاق ہے کہ یہ قیام مستحسن ہے اور بے شک حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت گم راہی پر جمع نہیں ہوتی۔

علامہ سید جعفر برزنجی اپنے رسالے ''عقد الجواہر'' میں فرماتے ہیں:

قَدِ اسْتَحْسَنَ الْقِیَامَ عِنْدَ ذِکْرِ وِلَادَتِہٖ

بے شک حضور ﷺ کے ذکر ولادت کے وقت

الشَّرِیْفَۃِ اَئِمَّۃٌ ذُوْ رَوَایَۃٍ وَ دِرَایَۃٍ فَطُوْبٰی لِمَنْ کَانَ تَعْظِیْمُہٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غَایَۃَ مَرَامِہٖ۔ (عقد الجواہر، ص25)

قیام کرنا ایسے ائمہ نے بہتر سمجھا جو صاحبِ روایت و درایت تھے تو شادمانی ہے اس کے لیے جس کا انتہائی مقصود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے۔

علامہ علی بن برہان الدین حلبی اپنی کتاب ''انسان العیون المعروف بسیرت حلبیہ'' میں فرماتے ہیں:

قَدْ وُجِدَ الْقِیَامُ عِنْدَ ذِکْرِ اسْمِہٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِنْ عَالِمِ الْاُمَّۃِ وَ مُقْتَدَی الْاَئِمَّۃِ دِیْنًا وَّوَرْعًا الْاِمَامِ تَقِیِّ الدِّیْنِ السُّبْکِیِّ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) وَتَابَعَہٗ عَلٰی ذٰلِكَ مَشَائِخُ الْاِسْلَامِ فِیْ عَصْرِہٖ۔

بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم پاک کے ذکر کے وقت قیام کرنا امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے پایا گیا جو اس امت مرحومہ کے عالم اور دین و تقویٰ میں اماموں کے امام ہیں اور اس قیام پر ان کے زمانے کے مشائخ اسلام نے ان کی متابعت کی ہے۔

(ج1، ص137، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت)

علامہ جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی حنفی مفتی حنفیہ اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں:

اَلْقِیَامُ عِنْدَ ذِکْرِ مَوْلِدِہٖ الْاَعْطَرِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِسْتَحْسَنَہٗ جَمِیْعٌ مِّنَ السَّلَفِ فَھُوَ بِدْعَۃٌ حَسَنَۃٌ۔

ذکر میلادِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت قیام کرنے کو جماعت سلف نے مستحسن کہا تو وہ بدعتِ حسنہ ہے۔

علامہ مولانا حسین بن ابراہیم مکی مالکی مفتی مالکیہ فرماتے ہیں:

اِسْتَحْسَنَہٗ کَثِیْرٌ مِّنَ الْعُلَمَآءِ وَھُوَ حَسَنٌ لِمَا یَجِبُ عَلَیْنَا تَعْظِیْمُہٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اس قیام کو بہت سے علماء نے مستحسن رکھا اور وہ بہتر ہے کیوں کہ ہم پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم واجب ہے۔

علامہ مولانا محمد بن یحییٰ حنبلی مفتی حنابلہ فرماتے ہیں:

نَعَمْ یَجِبُ الْقِیَامُ عِنْدَ ذِکْرِ وِلَادَتِہٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذْ یَحْضُرُ رُوْحَانِیَّتُہٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَعِنْدَ ذٰلِكَ یَجِبُ التَّعْظِیْمُ وَالْقِیَامُ۔

ہاں ذکر ولادتِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت قیام ضروری ہے کیوں کہ روح اقدس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ فرما ہوتی ہے، پس اس وقت تعظیم و قیام لازم ہوا۔

امام اجل فقیہ محدث سراج العلماء مولانا عبداللہ سراج مکی مفتی حنفیہ فرماتے ہیں:

تُوَارِثُهُ الْاَئِمَّةُ الْاَعْلَامُ وَ اَقَرَّهُ الْاَئِمَّةُ وَالْحُكَّامُ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرِ مُّنْكِرٍ وَرَدَّ رَادُّوْ لِهٰذَا كَانَ حَسَنًا وَ مَنْ يَّسْتَحِقُّ التَّعْظِيْمَ غَيْرُهٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ يَكْفِيْ اَثَرُ عَبْدِاللهِ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ۔

یہ قیام بڑے بڑے اماموں میں برابر چلا آرہا ہے اور اسے ائمہ وحکام نے برقرار رکھا اور کسی نے رد و انکار نہ کیا لہٰذا مستحب ٹھہرا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور کون مستحق تعظیم ہے؟ اور اس کے ثبوت میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کافی ہے کہ جو چیز مسلمانوں کے نزدیک بہتر ہے وہ اللہ کے نزدیک بھی بہتر ہے۔

اسی طرح علامہ مفتی عمر بن ابی بکر شافعی اور سید المحققین مولانا احمد بن زین شافعی اور مدرس مسجد نبوی مولانا محمد بن محمد عرب شافعی اور مولانا عبدالکریم بن عبدالحکیم حنفی مدنی اور مولانا عبدالجبار حنبلی بصری اور مولانا ابراہیم محمد خیار حسینی شافعی مدنی رحمہم اللہ نے اس قیام کے مستحب و مستحسن ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ اس مضمون اور ان تمام باتوں کی نفیس تحقیق کے لیے دیکھیے رسالہ ''اقامۃ القیامہ'' مصنفہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (فتاویٰ رضویہ، طبع جدید، ج 26 میں یہ رسالہ شامل ہے۔ کوکب غفرلہ)

دیکھیے یہ تمام ائمہ اور اکابر علماء اور چاروں مذاہب کے مفتیانِ کرام تعظیماً کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کو مستحب و مستحسن فرما رہے ہیں اور سب کے سب کہہ رہے ہیں کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے۔ اب اگر اس قیام تعظیمی کو شرک و بدعت کہا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرنا شرک و بدعت ہے تو سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ ؎

شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے، ایسے امور سے انکار کرنا، خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف، اگر بوجہ آنے نام آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے؟ جب کوئی آتا ہے تو لوگ

اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں، اگر اس سردار عالم و عالمیان (روحی فداہ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا؟'' (امداد المشتاق، ص88، مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون، 1929ء)

نیز فرماتے ہیں: ''البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیوں کہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے، پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں''۔ (امداد المشتاق ص56)

دیکھیے! حضرت حاجی صاحب فرما رہے ہیں کہ قیام مولود شریف سے روکنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے کیوں کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے اور قیام کے وقت آپ کی تشریف آوری کا عقیدہ رکھنے میں مضائقہ نہیں کیوں کہ آپ تشریف لا سکتے ہیں۔ اب اگر قیامِ میلاد کو شرک و بدعت کہا جائے تو پھر شرک و بدعت کو خیر کثیر کہنے والا کون ہوگا؟ اور اس کو پیر و مرشد ماننے والے کون ہوں گے؟ ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں　　لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

پہلا شبہ

بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ صحابۂ کرام نے اس ہیئت کے ساتھ سلام نہیں پڑھا لہٰذا بدعت ہے۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اگر یہی بات کہ جو کام صحابہ کرام نے نہیں کیا وہ بدعت ہے، تو جس ہیئت میں آج قرآن کریم ہیں مثلاً رنگین چکنے کاغذ، بلاک وغیرہ کی چھپائی، اعراب، ترجمہ، حاشیہ پر تفسیر وغیرہ اور جس ہیئت میں آج کتب احادیث اور ان کی شروح اور کتب فقہ و اصول اور کتب درسیہ وغیرہ ہیں اور جس ہیئت میں آج مدارس دینیہ، طریقہ تعلیم، اوقات تعلیم، امتحانات، تقسیم اسناد، سالانہ و ماہانہ چندے، اساتذہ کی تنخواہیں وغیرہ ہیں اور جس ہیئت میں آج تبلیغی جلسے ہوتے ہیں اور جس ہیئت میں آج مساجد، تنخواہ دار امام و مؤذن اور کمیٹیاں ہیں اور جس ہیئت میں آج سفر حج کیا جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس، کیا یہ سب کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا؟ اور کیا یہ زمانہ صحابہ میں تھا؟ نہیں اور ہرگز نہیں، تو چاہیے کہ صلوٰۃ و سلام کے منکر ان سب چیزوں اور ہیئتوں کو بدعت کہیں اور ان کے خلاف تقریریں کریں، پوسٹر چھاپیں اور ہر ممکن ان کو مٹانے کی کوشش کریں، وہ صرف میلاد شریف اور سلام و قیام کے پیچھے ہاتھ دھو کر کیوں پڑ گئے ہیں؟ یاد رکھیے اگر صحابۂ کرام سے یہ ہیئت ثابت ہوتی تو یا واجب ہوتی یا سنت۔ اور ہم نہ واجب کہیں نہ سنت، ہمارے نزدیک اس ہیئت کے ساتھ سلام پڑھنا مستحب

ہے اور مستحب وہ ہے جس کو مسلمان اچھا سمجھیں جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ (مسند احمد:3600، المستدرک:4465) جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

دوسرا شبہ

بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، یہ ہیئت، اللہ کی عبادت یعنی نماز کے لیے خاص ہے، لہٰذا غیر اللہ کے لیے یہ ہیئت بنانا شرک ہے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ بالکل لغو، بے بنیاد اور مبنی بر جہالت ہے ورنہ پھر کسی بزرگ کے پاس بصورت التحیات بیٹھنا بھی شرک ہوگا کیوں کہ وہ ہیئت بھی تو نماز کی ہے۔ اور پھر کسی کے آگے ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا بھی شرک ہونا چاہیے کیوں کہ یہ ہیئت بھی نماز کی ہے۔ رکوع سے اٹھ کر سجدے میں جانے سے پہلے ہاتھ چھوڑ کر ہی کھڑا ہوا جاتا ہے۔

نماز کی ہیئت کیا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر تو نماز کے اندر جب تک سلام نہ پڑھا جائے نماز ہی نہیں ہوتی۔ یہ عجیب بات ہے کہ نماز کی ہیئت میں سلام پڑھنا تو شرک ہو اور نماز کے اندر التحیات میں سلام پڑھنا واجب☆۔

اصل بات یہ ہے کہ صرف عبادت کی ہیئت بنانے سے عبادت نہیں ہوتی جب تک کہ عبادت کی نیت نہ ہو اور جس کی عبادت کی جائے اس کو معبود نہ سمجھا جائے۔ صرف بھوکا رہنے سے روزہ نہیں ہو جائے گا، روزہ تو اسی وقت ہوگا جب کہ عبادت کی نیت سے روزہ رکھا جائے گا۔

اس مقام پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عبادت اور تعظیم کی تعریف اور ان میں فرق بیان کر دیا جائے تاکہ مسلمان بھائیوں کو مسئلہ سمجھنا آسان ہو جائے۔

عبادت اور تعظیم

کسی کو الٰہ، معبود اور اوصافِ الوہیت سے موصوف مانتے ہوئے بہ نیتِ عبادت اس کے آداب بجالانا، عبادت ہے۔

☆ یاد رہے کہ نماز جنازہ میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھا جاتا ہے۔ کوکب غفرلہ

اور کسی معظم اور برگزیدہ ہستی کو الٰہ، معبود اور اوصافِ الوہیت سے موصوف نہ مانا جائے، بلکہ نبی ولی، پیر، استاد، ماں باپ سمجھ کر بہ نیتِ تعظیم اس کے آداب بجالانا، تعظیم ہے، عبادت نہیں۔

اس اعتبار سے غیر اللہ کی عبادت کسی نوع پر بھی جائز نہ ہوگی، بلکہ شرک ہوگا۔لیکن تعظیم کی کوئی نوع شرک نہیں ہوسکتی، ہاں حرام ومکروہ ہوسکتی ہے مثلاً رکوع وسجدہ کیوں کہ اس سے منع فرمایا گیا، مگر کسی بزرگ کے پاس التحیات کی صورت میں دوزانو ہوکر بیٹھنا یا اس کے آنے پر احتراماً کھڑے ہوجانا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ادب سے کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام پڑھنا قطعاً جائز ہے، اس سے کہیں منع نہیں فرمایا گیا، بلکہ کتب احادیث وکتب فقہ میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ چناں چہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

نَحۡنُ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ذَاتَ یَوۡمٍ اِذۡ طَلَعَ عَلَیۡنَا رَجُلٌ شَدِیۡدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیۡدُ سَوَادِ الشَّعۡرِ لَا یُرٰی عَلَیۡهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعۡرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فَاَسۡنَدَ رُکۡبَتَیۡهِ اِلٰی رُکۡبَتَیۡهِ وَوَضَعَ کَفَّیۡهِ عَلٰی فَخِذَیۡهِ الخ۔

(بخاری ومسلم:93، مشکوٰۃ:1، نسائی:4993)

ایک روز ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص آیا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال نہایت سیاہ تھے، اس پر سفر وغیرہ کا کوئی اثر نہ تھا، ہم میں سے کسی نے اس کو نہ پہچانا، یہاں تک کہ وہ اپنے دونوں گھٹنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھٹنوں کی طرف ٹیک کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیے یعنی بصورت التحیات بیٹھ گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے چند سوالات کیے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے جوابات دیئے، جب وہ چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ جبرائیل امین تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

دیکھیے! جبرئیل امین جیسے مقرب اور برگزیدہ فرشتہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں دوزانو بیٹھ کر امت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کو یہ تعلیم فرمادی کہ کسی برگزیدۂ خدا کے حضور دوزانو بیٹھنا جائز ہے، یہ عبادت نہیں بلکہ ادب وتعظیم ہے۔ ورنہ کہنا پڑے گا کہ جبرائیل امین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عبادت کر کے شرک کیا تھا، معاذ اللہ۔

دیکھیے اسی ہیئت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بیٹھنا، عبادت ہے۔ اور انبیاء، اولیاء کے حضور بیٹھنا، ادب و تعظیم ہے، ہیئت ایک ہی ہے مگر ایک عبادت ہے اور ایک تعظیم، اور ان میں فرق کرنے والی، صرف نیت ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) بنو قریظہ (یہود مدینہ) کا پچیس روز تک محاصرہ کیا تو وہ حضرت سعد بن معاذ کے فیصلے پر آمادہ ہوگئے (کیوں کہ حضرت سعد ان کے حلیف تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ ہماری رعایت کرتے ہوئے ہماری خلاصی کی کوشش کریں گے) تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔

فَجَآءَ عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِلْاَنْصَارِ قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ!

تو وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے، جب مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے فرمایا: کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

(بخاری: 4121، مسلم: 4596، مشکوٰۃ: 4695)

دیکھیے! اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود حکم دیا کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ! منکرینِ قیامِ تعظیمی کہتے ہیں کہ حضرت سعد بیمار تھے، ان کی پنڈلی میں زخم تھا وہ خود گدھے سے اتر نہیں سکتے تھے، اسی واسطے سے آپ نے ان کو حکم دیا کہ اٹھو اور ان کو اتارو۔ مگر ان کا یہ کہنا درست نہیں، کیوں کہ گدھے سے اتارنے کے لیے ایک دو آدمی کافی تھے۔ ساری قوم کو حکم دینے کی کیا ضرورت تھی؟ اور پھر حدیث کے الفاظ اِلٰی سَیِّدِکُمْ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ قیام محض سرداری کی وجہ سے کرایا گیا تھا نہ کہ بیماری کی وجہ سے۔ اور چوں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ، انصار کے سردار تھے اس واسطے خصوصاً انصار کو حکم دیا۔

چناں چہ محی السنۃ امام نووی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں،

فِیْہِ اِکْرَامُ اَھْلِ الْفَضْلِ وَ تَلَقِّیْھِمْ وَالْقِیَامُ اِلَیْھِمْ اِذَا اَقْبَلُوْا وَ احْتَجَّ بِہِ الْجُمْھُوْرُ۔

(حاشیہ مشکوٰۃ، صفحہ 344)

اس میں اہل فضل کے ملنے کے وقت اکرام اور ان کے لیے قیام کرنے کی روشن دلیل ہے اور جمہور نے اس سے استدلال کیا ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اسی حدیث کے تحت علامہ طیبی سے نقل کرتے ہیں۔

اجماع کردہ اند جماھیر علما بایں　　اس حدیث سے اہل علم و فضل و شرف کے اکرام

حدیث بر اکرام اهل فضل از علم باصلاح باشرف بقیام و امام محی السنة محی الدین نووی رحمة الله علیه گفته که ایں قیام مر اهل فضل را وقت قدوم آوردن ایشان مستحب است و احادیث درین باب ورود یافته ودر نهی ازاں صریحاً چیزے صحیح نه شده۔ (اشعۃ اللمعات، ج4، ص28، مطبوعہ نول کشور لکھنؤ، 1934ء)

اور ان کے لیے قیام کرنے پر جمہور علماء کا اتفاق و اجماع ہے محی السنۃ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل فضل لوگوں کی تشریف آوری کے وقت یہ قیام کرنا مستحب ہے اس کی تائید میں تو احادیث آئی ہیں مگر اس کی مخالفت میں صراحۃً کوئی حدیث نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لاتیں تو

قَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَ وَاَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ وَ كَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا (ابوداؤد: 5217، ترمذی: 3872، مشکوٰۃ: 4689)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لیے کھڑے ہو جاتے اور ان کو چومتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپ کے لیے کھڑی ہو جاتیں اور آپ کو چومتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی بڑا چھوٹے پر شفقت فرماتے ہوئے اور چھوٹا بڑے کی تعظیم کرتے ہوئے کھڑا ہو جائے تو یہ جائز ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔

فَاِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَامًا حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُيُوْتِ اَزْوَاجِهٖ۔ (مشکوٰۃ: 4705)

پھر جب آپ کھڑے ہو جاتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک آپ اپنی بیویوں میں سے کسی کے گھر داخل نہ ہو جاتے۔

ان روایات سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ قیامِ تعظیمی جائز ہے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے

قیام کرنا کس طرح ناجائز اور شرک و بدعت ہو سکتا ہے۔

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ روضۂ انور پر حاضری کے وقت جب سلام پڑھا جائے تو **یَقِفُ کَمَا یَقِفُ فِی الصَّلٰوۃِ** اسی طرح کھڑا ہو جس طرح کہ نماز میں دست بستہ کھڑا ہوتا ہے۔

(فتاویٰ عالم گیری، کتاب الحج، ص265، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

تیسرا شبہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے:

لَا تَقُوْمُوْا کَمَا تَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ نہ کھڑے ہوا کرو جس طرح کہ عجمی لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔

(ابوداؤد: 5230، مشکوٰۃ، باب القیام: 4700)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھڑے ہونے کی ممانعت ہے۔

جواب! اس کے متعلق تمام علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس میں کھڑے ہونے کی نہیں بلکہ عجمیوں کی طرح کھڑے رہنے کی ممانعت ہے، کیوں کہ شاہان عجم کے درباری لوگ بیٹھ نہیں سکتے تھے، بلکہ بادشاہ کے سامنے برابر ہاتھ باندھے اور سرنگوں کھڑے رہتے تھے۔ جیسا کہ فرمایا:

لَا یَلِغْ اَحَدُکُمْ کَمَا یَلِغُ الْکَلْبُ نہ پیئے تم میں سے کوئی جیسا کہ کتّا پیتا ہے۔

(ابن ماجہ: 3431، فتح الکبیر ص370، ج3)

اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ کوئی پیئے ہی نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ کتّے کی طرح نہ پیئے، اسی طرح اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیام کرے مگر عجمیوں کی طرح نہ کرے۔

اسی کو فقہائے کرام نے ممنوع قرار دیا ہے اور بلاشبہ یہ ممنوع ہے۔

چناں چہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّتَمَثَّلَ لَہُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔ جس کسی کو یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے لیے اس کے سامنے کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کر لے۔

(ترمذی: 2755، مشکوٰۃ: 4699)

چوتھا شبہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں باوجود اس کے کہ صحابۂ کرام، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے مگر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے

لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لِذٰلِكَ۔ تو وہ کھڑے نہیں ہوتے تھے کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ آپ کو یہ پسند نہیں۔

(ترمذی:2754 مشکوٰۃ، باب القیام:4698)

معلوم ہوا کہ قیامِ تعظیمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند نہ تھا۔

جواب

یہ ناپسندیدگی طبعی تھی یعنی ازراہ تواضع وانکسار آپ کو پسند نہ تھا کہ جب بھی میرے صحابہ مجھے دیکھیں، قیام کریں کیوں کہ اس میں تکلف تھا۔ طبعی ناپسندیدگی جدا ہے اور حقیقی وشرعی ناپسندیدگی جدا جدا۔ چناں چہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ مجھے یونس بن متی (علیہ السلام) پر فضیلت نہ دو! تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا تواضعاً تھا حالاں کہ نصوص صریحہ سے آپ کا سید المرسلین اور افضل الانبیاء ہونا ثابت ہے۔

آپ کا ارشاد ہے:

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ۔ (ابن ماجہ:4176، مسند احمد:11747، کنز العمال:5727) جو اللہ کے لیے تواضع کرتا ہے، اللہ اس کو بلند کرتا ہے۔

آپ نے اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع وانکسار فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ رفعت وعظمت بخشی کہ قیامت تک ساری دنیا میں آپ کی عظمت وشان کا چرچا رہے گا اور قیامت تک آپ کے غلام آپ کے حضور دست بستہ کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام کے ہدیے اور تحفے پیش کرتے رہیں گے ؎

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

پانچواں شبہ

لوگوں نے قیام میلاد کو واجب اور ضروری سمجھ لیا ہے، اور کسی مستحب کو واجب، اور غیر ضروری کو

ضروری سمجھنا، ناجائز ہے، لہٰذا قیام ناجائز ہے۔

جواب

اگر کسی کارِ خیر یا مستحب کام کو ہمیشہ کرے تو اس سے ہر گز یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس کو فرض یا واجب جانتا ہے۔ کیوں کہ پابندی، وجوب کی علامت نہیں۔ جیسا کہ اگر کوئی چاشت اور تہجد کو ہمیشہ پڑھے تو کیا یہ کہنا جائز ہوگا کہ یہ شخص چاشت اور تہجد کو فرض یا واجب جانتا ہے؟ ہر گز نہیں، بلکہ یہ اس پر ایک بہتان اور اس کی نیت پر ایک ناروا حملہ ہوگا۔ (*)

یادرکھیے عمل میں تو ہمیشگی اور پابندی ہی مطلوب و محبوب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ۔ اللہ کے نزدیک وہ عمل محبوب ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگر چہ تھوڑا ہی ہو۔ (بخاری: 6462، مشکوٰۃ: 1242، کنز العمال: 5373,5398)

قرآن کریم، احادیثِ مبارکہ، چاروں مذاہب کے ائمہ عظام و مفتیان کرام اور علمائے اسلام کے ارشاداتِ مبارکہ سے دست بستہ احتراماً کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا مستحب و مستحسن اور بہت ہی باعث رحمت و برکت اور باعث اجر و ثواب ثابت ہوا۔

ہمیں امید ہے کہ اہل انصاف ان چند سطور کو پڑھ کر میلاد شریف اور قیام وسلام کی اہمیت و شان کا بخوبی اندازہ لگالیں گے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کی جہالت اور مذہبی تعصب کا بھی اندازہ کر لیں گے۔ جو کہتے ہیں کہ میلاد شریف اور قیام وسلام کرنا شرک و بدعت اور قیام کرنے والے مشرک و بدعتی ہیں اور ان کی کوئی عبادت قبول نہیں۔ معاذ اللہ

صلوٰۃ وسلام بروز جمعہ شریف

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (ابن ماجہ: 1085، نسائی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر بہت زیادہ درود وسلام پڑھا کرو۔

*اذان سے پہلے اور اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کے بارے میں حقائق جاننے کے لیے حضرت والد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی کتاب ''انوار رسالت'' اور میرا رسالہ ''اذان اور درود شریف'' ملاحظہ فرمائیں۔ کو کبِ نورانی را اَحمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شفیع

1375، جلاء الافہام، ص 73)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اَکْثِرُوْا مِنَ السَّلَامِ عَلٰی نَبِیِّکُمْ کُلَّ جُمُعَةٍ ہر جمعہ کے دن اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت زیادہ سلام بھیجا کرو۔

(شفاء شریف، ج 1، ص 64)

ان دونوں حدیثوں میں غور فرمایئے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور آپ کے جلیل القدر صحابی ہر جمعہ کے دن کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم دے رہے ہیں، لہٰذا ہر جمعہ کو کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھنا مسنون ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اے کاش!

وہ لوگ بجائے اس کے کہ مسلمانوں کو میلاد شریف اور قیام وسلام جیسے مبارک افعال سے روکتے اور ان کو مشرک وبدعتی بناتے، کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ شراب، جوا، زنا، چوری، رشوت، جھوٹ، غیبت اور ان جیسی دیگر برائیوں کو مٹانے کے سلسلے میں جدوجہد کرتے، مگر ان سے ایسی توقع کہاں ہوسکتی ہے۔ ان کی زبان وقلم کے تیر تو مسلمانوں کے جذبات صادقہ کو مجروح کرنے کے لیے ہیں، خدا تعالیٰ مسلمانوں کو ہر گم راہی سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خادم اہل سنت

محمد شفیع اوکاڑوی غفرلہ

کراچی

☆☆☆

قارئین کرام:

عربی سے تھوڑی سی واقفیت ہوتو ''میلاد'' اور ''عید'' کے الفاظ ہی واضح کر دیتے ہیں کہ ان کا استعمال ''مخلوق'' ہی کے لیے ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو عید میلاد منانے کو ''شرک'' کہتے ہیں، ان کی عقل وفہم پر ہنسی آتی ہے۔ کیا وہ قرآن نہیں پڑھتے؟ قرآن کریم میں اللہ کریم جل شانہ کے لیے ''لَمۡ یَلِدۡ ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ'' واضح بیان ہوا ہے۔ میلاد بلاشبہ مخلوق ہی کا منایا جاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کا میلاد منانے والے اپنے اسی عقیدے کا برملا اعلان واظہار کرتے ہیں کہ وہ رسول کریم ﷺ کو مخلوق ہی مانتے ہیں، اسی لیے ان کا میلاد مناتے ہیں۔ میلاد منانے والے شرک نہیں کرتے بلکہ میلاد منا کر شرک کی جڑ کاٹتے ہیں۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور ذکر میلاد سے خالی نہیں۔ انسان کا پورا میلاد قرآن میں بیان ہوا۔ حضرت آدم، حضرت حوا، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کا میلاد قرآن کریم میں بیان ہوا۔

سورۂ مریم میں نبی پر اس کے یوم ولادت میں اللہ تعالیٰ کے سلام کا واضح بیان ہے۔ نبی کے یوم میلاد کی کوئی خاص اہمیت ہے اسی لیے قرآن میں اس دن کا بیان ہوا ہے۔ حدیث شریف کی مشہور کتاب ترمذی شریف میں ایک پورا باب ''میلاد النبی ﷺ'' کے عنوان سے ہے۔ منکرین میلاد کے پاس میلاد منانے سے منع کرنے کی کوئی قطعی تو کیا، ظنی دلیل بھی نہیں ہے جب کہ میلاد منانے والوں کے پاس میلاد منانے کے جواز میں بہترین دلائل پر مشتمل قدیم وجدید سیکڑوں کتابیں موجود ہیں۔

کسی بھی ہستی کی سیرت کا تذکرہ کرتے ہوئے سب سے پہلے یہی ذکر میلاد ہی ہوگا کہ وہ کب اور کہاں پیدا ہوا؟ رسول کریم ﷺ کی حدیث شریف موجود ہے کہ پیر کے دن ان کی ولادت ہوئی، انہوں نے اپنے میلاد کا خود بیان بھی فرمایا۔

منکرین میلاد کا یہ کہنا کہ اصحاب نبوی رضی اللہ عنہم نے اس طرح عید میلاد نہیں منائی تو ہم کیوں منائیں؟ اس کے جواب میں اولاً: ان سے عرض ہے کہ کیا وہ صرف وہی کام اور اسی طرح کرتے ہیں جو اصحاب نبی نے کیے؟ یقیناً ایسا نہیں ہے، پھر صرف میلاد منانے کے بارے میں یہ اعتراض کیوں؟ دوم: وہ پوری ذمہ داری اور دیانت داری سے بتائیں کیا واقعی یہ کوئی دلیل یا قانون ہے کہ جو کام صحابہ نے نہیں کیا وہ نہیں کیا جا سکتا؟ جب ایسا کوئی قانون اور دلیل ہے ہی نہیں، تو عید میلاد منانے پر اس اعتراض کو منکرینِ میلاد کی جہالت اور عناد کے سوا کیا کہا جائے؟

''عید کا لفظ بھی سورۃ المائدہ میں قرآن میں بیان ہوا ہے''۔ ''عید'' کا لفظ ہی خوشی سے وابستہ ہے اور رسول کریم ﷺ کی آمد اس کائنات کی سب سے بڑی خوشی اور عید ہے۔ میلاد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں چراغاں کرنا، جھنڈے لہرانا، باادب کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھنا تو اللہ کریم کی سنت ہیں۔ آمد کی خوشی میں جلوس نکالنا اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کے نعرے لگانا تو اصحاب نبی سے ثابت ہے، مسلم شریف میں حدیث موجود ہے، مگر ''عید الوطنی'' کو درست اور جائز سمجھنے والے اور اس دن خوب چراغاں، پرچم کشائی، محافل اور ہر طرح مسرت کا اہتمام کرنے والے کیا جانیں کہ عید میلاد النبی ﷺ کتنی اہم اور بڑی خوشی ہے۔ اس موضوع پر یہ فقیر ''اسلام کی پہلی عید'' کے عنوان سے پوری کتاب پیش کر چکا ہے۔ ''برکات میلاد شریف'' میرے والد گرامی مجدد مسلک اہل سنت خطیب اعظم حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا 55 برس پہلے کا تحریر کیا ہوا اہم رسالہ ہے

جس کے سیکڑوں ایڈیشن اردو میں شائع ہو چکے ہیں۔ انگریزی خوان طبقے کے لیے اس کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو گیا ہے، الحمدللہ علی احسانہ۔ میلاد شریف منانے والوں کے یقین کی پختگی اور قلبی طمانینت کے لیے یہ رسالہ بہت عمدہ تحفہ ہے۔ اللہ کریم جل شانہ میرے والد گرامی علیہ الرحمۃ پر کروڑوں رحمتیں فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

کراچی

2012ء

